جس نے میرے دل میں ایمان کو مضبوط کیا۔

اس حدیث کی شرح' صحیح البخاری: ٣٦٥ میں گزر چکی ہے۔

علامہ عمر بن علی ابن الملقن نے اس کی شرح میں لکھا ہے کہ ''وقر'' کا معنی ہے: ثابت کیا۔

(التوضیح لشرح الجامع الصحیح ج ۲۱ ص ۹۹' وزارۃ الاوقاف' قطر' ۱۴۲۹ھ)

علامہ ابن حجر عسقلانی نے اس حدیث کی شرح نہیں کی۔

علامہ عینی نے لکھا ہے کہ اس وقت ان کے دل میں اسلام جاگزین ہوا تھا اور اس کا اظہار انہوں نے فتح مکہ کے بعد کیا تھا۔

(عمدۃ القاری ج ۱۷ ص ۱۵۸' فتح الباری ج ۵ ص ۱۷۸)

٤٠٢٤- وَعَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ اُسَارٰى بَدْرٍ لَوْ كَانَ الْمُطْعِمُ بْنُ عَدِيٍّ حَيًّا ثُمَّ كَلَّمَنِيْ فِيْ هٰؤُلَاءِ النَّتْنٰى لَتَرَكْتُهُمْ لَهٗ۔

اور از زہری از محمد بن جبیر بن مطعم از والد خود' وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے قیدیوں کے متعلق فرمایا: اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا' پھر وہ مجھ سے ان بدبودار قیدیوں کے متعلق سفارش کرتا تو میں اس کی خاطر ان کو چھوڑ دیتا۔

امام بخاری نے اس حدیث کے بعد حسب ذیل تعلیق لکھی ہے:

وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الْاُوْلٰى يَعْنِيْ مَقْتَلَ عُثْمَانَ فَلَمْ تُبْقِ مِنْ اَصْحَابِ بَدْرٍ اَحَدًا ثُمَّ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الثَّانِيَةُ يَعْنِي الْحَرَّةَ فَلَمْ تُبْقِ مِنْ اَصْحَابِ الْحُدَيْبِيَةِ اَحَدًا ثُمَّ وَقَعَتِ الثَّالِثَةُ فَلَمْ تَرْتَفِعْ وَلِلنَّاسِ طَبَاخٌ۔

اور اللیث نے کہا از یحییٰ بن سعید از سعید بن المسیب: پہلا فتنہ واقع ہوا یعنی حضرت عثمان کا قتل' تب اصحاب بدر میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہا' پھر دوسرا فتنہ واقع ہوا یعنی الحرۃ' تب اصحاب حدیبیہ میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہا' پھر تیسرا فتنہ واقع ہوا تو وہ اس وقت تک نہیں اُٹھا' جب تک لوگوں میں کچھ بھی عقل و شعور تھا۔

اس حدیث کی شرح' صحیح البخاری: ٣١٣٩ میں گزر چکی ہے۔

مطعم کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حسن سلوک

علامہ ابن الملقن متوفی ۸۰۴ھ نے لکھا ہے کہ مطعم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ حسن سلوک کیا تھا کہ قریش نے بنو ہاشم سے سوشل بائیکاٹ (سماجی انقطاع) کرنے کا جو صحیفہ لکھا تھا تو مطعم اس صحیفہ کو پھاڑنے کے لیے کھڑا ہوا تھا اور اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی پناہ میں داخل کیا تھا۔ (التوضیح لشرح الجامع الصحیح ج ۲۱ ص ۱۰۰' وزارۃ الاوقاف' قطر' ۱۴۲۹ھ)

تین فتنوں کے مصداق بیان کرنے پر امام بخاری پر اعتراضات

علامہ عمر بن علی ابن الملقن متوفی ۸۰۴ھ اس حدیث کی تعلیق کی شرح میں لکھتے ہیں:

امام بخاری نے اپنی تعلیق میں فتنہ اولیٰ کے بیان میں لکھا ہے: اس سے مراد قتل عثمان ہے' اس بیان کے متعلق کہا گیا ہے کہ یہ ان کا وہم ہے' اس کی وضاحت اس سے ہوتی ہے کہ حضرت علی' حضرت زبیر' حضرت طلحہ' حضرت سعد اور دیگر بدری صحابہ رضی اللہ عنہم' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد جنگ صفین تک زندہ رہے' لہٰذا امام بخاری کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ قتل عثمان کے بعد اہل بدر میں سے کوئی باقی نہیں رہا' بلکہ ابوالعباس بن عقدہ نے ذکر کیا ہے کہ ستر سے زیادہ بدری صحابہ جنگ صفین میں حاضر تھے۔

علامہ داؤدی نے لکھا ہے کہ پہلے فتنہ سے مراد حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا قتل ہے اور تیسرا فتنہ وہ تھا جو عراق میں ازارقہ وغیرہم کی وجہ

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

سے ہوا۔

علامہ ابن التین نے لکھا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ دوسرا فتنہ وہ ہو جو مدینہ سے ابوحمزہ خارجی نے خروج کیا تھا' اس لیے کہ یحییٰ بن سعید نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ہم نے رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں صرف تین دن نماز ترک کی ہے' پہلا دن جب حضرت عثمان کو قتل کیا گیا اور دوسرا دن یوم الحرہ تھا (جب اہل مدینہ کا قتلِ عام کیا گیا تھا) اور امام مالک نے کہا: میں تیسرا دن بھول گیا۔

محمد بن عبد الحکیم نے کہا: یہ وہ دن ہے جب ابوحمزہ خارجی نے خروج کیا تھا' امام مالک نے کہا: یوم الحرہ میں سات سو حفاظِ قرآن کو شہید کیا گیا' ابوالقاسم نے کہا: مجھے شک ہے کہ ان میں چار صحابہ تھے۔

اس تعلیق میں مذکور ہے کہ یہ فتنہ اس وقت مرتفع نہیں ہوا جب تک لوگوں میں طباخ تھا' الخلیل نے کہا ہے کہ طباخ کا معنی ہے: قوت اور موٹاپا۔ (کتاب العین ج ۴ ص ۲۲۵) پھر یہ لفظ عقل اور خیر میں استعمال کیا گیا۔

علامہ خطابی نے کہا ہے کہ طباخ کا معنی ہے: جس میں عقل نہ ہو۔ (اعلام الحدیث ج ۳ ص ۱۷۱۴) اور الجوہری نے کہا ہے کہ طباخ کا معنی ہے: جس میں قوت اور موٹاپا نہ ہو۔ (الصحاح ج ۱ ص ۴۲۷)

تیسرے فتنہ کی تعریف

اس تعلیق میں امام بخاری نے کہا: پھر تیسرا فتنہ واقع ہوا اور وہ نہیں مرتفع ہوا' علامہ دمیاطی نے کہا ہے کہ معروف یہ ہے کہ اگر تیسرا فتنہ واقع ہوتا تو وہ اخیر وقت تک مرتفع نہ ہوتا' جیسا کہ امام ابن خیثمہ نے حضرت سعید سے روایت کی ہے کہ آگ کا فتنہ واقع ہوا تو اہل بدر میں سے کوئی باقی نہ بچا' اور الحرۃ کا فتنہ واقع ہوا تو اہل حدیبیہ میں سے کوئی باقی نہیں بچا اور اگر (تیسرا) فتنہ واقع ہوتا تو وہ مرتفع نہ ہوتا اور لوگوں کے لیے عقل اور پختگی ہے۔ (التوضیح لشرح الجامع الصحیح ج ۲۱ ص ۱۰۱-۱۰۰' وزارۃ الاوقاف' قطر' ۱۴۲۹ھ)

حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر متوفی ۸۵۲ھ نے حدیث: ۴۰۲۴' اور اس کی تعلیق کی مختصر شرح کی ہے۔ (فتح الباری ج ۴ ص ۱۸۰)

مطعم کا تذکرہ

علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ' اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث میں مذکور ہے کہ نبی ﷺ نے مقتولینِ بدر کے متعلق فرمایا: اگر مطعم ان بدبودار لوگوں کے متعلق مجھ سے بات کرتا' آپ نے ان کو بدبودار اس لیے فرمایا کہ کفار نجس ہیں اور نجس چیز بدبودار ہوتی ہے۔

پھر آپ نے فرمایا: تو میں ان کو چھوڑ دیتا' یعنی فدیہ لیے بغیر چھوڑ دیتا۔

مطعم اس صحیفہ کو پھاڑنے کے لیے اُٹھا تھا جس میں آپ سے سماجی بائیکاٹ کرنے کا لکھا تھا حتیٰ کہ قریش نے آپ کو ایک گھاٹی میں محصور کر دیا' نیز جب نبی ﷺ طائف سے واپس ہوئے تو آپ اس کی پناہ میں داخل ہوئے تھے' مطعم معرکہ بدر سے پہلے فوت ہو گیا تھا' اس وقت اس کی عمر نوے اور چند سال تھی۔ (عمدۃ القاری ج ۱۷ ص ۱۵۹-۱۵۸' دارالکتب العلمیہ' بیروت' ۱۴۲۱ھ)

امام بخاری کے بیان کردہ فتنۂ اولیٰ اور فتنۂ ثانیہ پر علامہ عینی کا تبصرہ

علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی' امام بخاری کی تعلیق مذکور کی شرح میں لکھتے ہیں:

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

اس تعلیق میں مقتل عثمان کا ذکر ہے' حضرت عثمان رضی اللہ کی شہادت جمعہ کے دن بائیس ذوالحجہ یوم ترویہ[1] کو پینتیس (۳۵) ھ کو ہوئی' باغیوں نے انچاس (۴۹) دن آپ کے گھر کا محاصرہ کیے رکھا' حضرت زبیر رضی اللہ نے کہا ہے کہ انہوں نے دو ماہ بیس دن آپ کے گھر کا محاصرہ کیے رکھا۔

اس تعلیق میں مذکور ہے کہ قتل عثمان کے بعد اہل بدر میں سے کوئی باقی نہیں رہا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ غلط ہے کیونکہ حضرت علی' حضرت طلحہ اور حضرت زبیر اور دیگر اہل بدر' حضرت عثمان کی شہادت کے بعد ایک عرصہ تک زندہ رہے۔

امام بخاری کی توجیہ میں یہ کہا گیا ہے کہ امام بخاری کا یہ گمان ہے' لیکن ان کی یہ مراد نہیں ہے' اس پر بھی اعتراض ہے جو مخفی نہیں ہے۔

علامہ کرمانی نے کہا ہے کہ امام بخاری کی مراد یہ ہے کہ حضرت عثمان اکثر اہل بدر کی ہلاکت کا سبب تھے' جیسا کہ حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کی جنگ میں ہوا' پھر علامہ کرمانی نے کہا: نکرہ جب نفی کے تحت ہو تو عموم کا فائدہ دیتا ہے' پھر انہوں نے یہ جواب دیا کہ ہر عام میں تخصیص کی جاتی ہے' سوا اس آیت کے:

وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ (البقرہ: ۲۸۲-۲۳۱) اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے ۝

حالانکہ جس عام سے مبالغہ کا قصد کیا جائے اس میں اُصولیین کا اختلاف ہے کہ یہ عموم کا فائدہ دیتا ہے یا نہیں۔

علامہ داؤدی نے کہا کہ دراصل فتنہ اولیٰ حضرت حسین رضی اللہ کا قتل ہے' کہا گیا ہے کہ یہ بھی خطاء ہے کیونکہ حضرت حسین کے قتل کے وقت اہل بدر کا کوئی فرد پہلے سے ہی موجود نہیں تھا۔

اس تعلیق میں مذکور ہے: دوسرا فتنہ الحرہ کے دن تھا۔ حرہ کا معنی ہے: مدینہ سے باہر کی جگہ' یہ وہ جگہ ہے جہاں یزید بن معاویہ کے لشکر اور اہل مدینہ کے درمیان باسٹھ ہجری میں جنگ ہوئی تھی اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ یہ تریسٹھ (۶۳) ہجری کا واقعہ ہے اور یزید بن معاویہ کے لشکر کا امیر مسلم بن عقبہ ہے' المدائنی نے کہا کہ اس کا لشکر ستائیس (۲۷) ہزار تھا' بارہ ہزار گھڑ سوار تھے اور پندرہ ہزار پیادہ تھے اور یہ لوگ مدینہ کے دو مشرقی جانبوں میں تھے اور الحرہ اس زمین کو کہتے ہیں جو سیاہ پتھروں والی ہو' اس جنگ میں مسلم بن عقبہ کے لشکر نے سات سو مہاجرین اور انصار صحابہ کو قتل کر دیا تھا۔ اس جنگ کا سبب یہ تھا کہ اہل مدینہ نے یزید بن معاویہ کی بیعت توڑ دی تھی اور قریش کا امیر عبداللہ بن مطیع کو بنا دیا تھا اور انصار کا امیر عبداللہ بن حنظلہ کو بنا دیا تھا' اور یزید کے مقرر کردہ گورنر کو اپنے درمیان سے نکال دیا تھا' اس کا نام محمد بن ابی سفیان تھا اور وہ یزید کا عم زاد تھا' اور انہوں نے اتفاق سے بنو امیہ کو مدینہ سے جلاء وطن کر دیا تھا اور وہ تقریباً ایک ہزار لوگ تھے اور انہوں نے اتفاق سے مروان بن الحکم کی حویلی میں پناہ لی تھی' یہ بہت طویل قصہ ہے جس کو ہم نے اپنی تاریخ کبیر میں بیان کیا ہے۔ (عمدۃ القاری ج ۱۷ ص ۱۶۰-۱۵۹' دار الکتب العلمیہ' بیروت' ۱۴۲۱ھ)

یزید بن معاویہ کا تذکرہ اور اس پر لعنت کرنے یا اس پر رحمت کی دعا کرنے کی بحث

علامہ عینی کی عبارت میں یزید بن معاویہ کا تذکرہ آ گیا ہے' میں نے بھارتی ٹی۔ وی چینل کے خبرنامہ میں سنا کہ ذاکر نائیک نے یزید کے لیے رحمہ اللہ کہا' اس بناء پر دیوبند' ندوہ' جماعت اسلامی' اہل حدیث اور بریلی کے علماء ان کے خلاف ہو گئے اور حکومت نے لکھنؤ میں ان کی تقریروں پر پابندی لگا دی' ذاکر نائیک نے اپنے دفاع میں کہا کہ یزید کو رحمہ اللہ کہنے والا میں پہلا شخص نہیں ہوں' امام غزالی نے بھی یزید کو رحمہ اللہ کہا ہے اور علامہ ابن حجر عسقلانی نے بھی یزید کو رحمہ اللہ کہا ہے جو صحیح بخاری کے شارح ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ امام غزالی نے یزید کو رحمہ اللہ نہیں کہا بلکہ انہوں نے صرف یہ لکھا ہے کہ یزید پر لعنت کرنا جائز نہیں ہے' کیونکہ یہ

[1] علامہ عینی نے ۲۲ ذوالحجہ کو یوم ترویہ لکھا ہے' یہ ان کا تسامح ہے کیونکہ یوم ترویہ آٹھ (۸) ذوالحجہ کو ہوتا ہے۔ (سعیدی غفرلہ)

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

بات تواتر سے ثابت نہیں ہے کہ یزید نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا یا قتل کرنے کا حکم دیا' جس طرح تواتر سے یہ ثابت ہے کہ ابن ملجم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قتل کیا اور ابولؤلؤ نے حضرت عمر کو قتل کیا کیونکہ یہ تواتر سے ثابت ہے۔

(احیاء العلوم ج ۳ ص ۱۱۳ ملخصاً' دار الکتب العلمیہ' بیروت' ۱۴۱۹ھ)

خلاصہ یہ ہے کہ امام غزالی نے یزید کو رحمہ اللہ نہیں کہا' صرف اس پر لعنت کرنے سے منع کیا ہے' اور عنقریب ہم احیاء العلوم کے شارح علامہ زبیدی کی مفصل عبارت پیش کر رہے ہیں' رہا حافظ ابن حجر کے متعلق یہ کہنا کہ انہوں نے یزید کو رحمہ اللہ کہا ہے' سو یہ بھی غلط ہے اور ان پر بہتان ہے' یہاں ہم یزید کے متعلق حافظ ابن حجر کی مفصل عبارت پیش کر رہے ہیں:

حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

یزید بن معاویہ' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں پیدا ہوا' اس کے والد نے اس کی خلافت کی وصیت کی' پس ساٹھ (٦٠) ہجری میں اس کی بیعت کی گئی' حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے اس کی بیعت کرنے سے انکار کیا اور مکہ میں پناہ حاصل کر لی' اور حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے اس کی بیعت سے انکار کیا اور وہ کوفہ جانے کے لیے تیار ہو گئے اور انہوں نے اپنے عم زاد مسلم بن عقیل بن ابی طالب کو کوفہ بھیجا تا کہ ان کی بیعت کی جائے' سو اُن کو عبیداللہ بن یزید نے قتل کر دیا اور حضرت حسین کو قتل کرنے کے لیے لشکر بھیجا' سو ان کو بھی قتل کر دیا' پھر اہلِ مدینہ نے یزید کے خلاف خروج کیا اور تریسٹھ (٦٣) ہجری میں اس کی بیعت توڑ دی' سو یزید نے ان کی طرف مسلم بن عقبہ مری کو بھیجا اور اس کو حکم دیا کہ تین دن تک مدینہ کو مباح قرار دے اور ان سے اس پر بیعت لے کہ وہ یزید کے غلام ہیں' پھر وہ مدینہ سے فارغ ہو کر مکہ کی طرف روانہ ہوا تا کہ حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما سے جنگ کرے' مسلم بن عقبہ نے بہت قبیح کام کیے اور بہت کثیر صحابہ' ان کے بیٹوں اور اخیار تابعین کو قتل کر دیا' پھر وہ مکہ کی طرف روانہ ہوا' پس اللہ تعالیٰ نے مکہ تک پہنچنے سے پہلے اس کو زمین سے اُٹھا لیا' اس نے حصین بن نمیر السکونی کو اپنا خلیفہ بنا لیا' ان لوگوں نے حضرت ابن الزبیر کا محاصرہ کیا اور کعبہ پر منجنیق کو نصب کر دیا اور کعبہ کے ارکان اور اس کی بنیاد منہدم ہو گئی' پھر کعبہ کو جلا دیا' ان کے ان افعال قبیحہ کے درمیان یزید بن معاویہ کی ہلاکت کی خبر آ گئی اور مؤمنین کی طرف سے قتال کے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہو گیا' یزید نصف ربیع الاوّل چونسٹھ ہجری میں ہلاک ہوا' اس کے متعلق تاریخ دمشق میں بہت خبریں ہیں' مگر ان کی کوئی روایت معتمد نہیں ہے' یحییٰ بن عبدالملک نے اپنی سند کے ساتھ بعض ثقات سے نقل کیا ہے کہ نوفل بن ابی عقرب جو ثقہ ہیں' انہوں نے کہا کہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس تھا تو ایک شخص نے یزید بن معاویہ کا ذکر کر کے اس کو امیر المؤمنین کہا تو عمر بن عبدالعزیز نے کہا: تو اس کو امیر المؤمنین کہتا ہے' پھر اس کو بیس کوڑے مارنے کا حکم دیا' یزید روایت کا اہل نہیں تھا' میں نے اس کا تذکرہ صرف اس لیے کیا ہے کہ اس میں اور یزید نخعی میں تمیز ہو جائے۔

(تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۳۱۵-۳۱۴' دار الکتب العلمیہ' بیروت' ۱۴۱۵ھ)

یہ حافظ ابن حجر کی پوری عبارت ہے اور اس میں انہوں نے اس کو کہیں رحمہ اللہ نہیں کہا بلکہ ثقہ روایت نقل کی کہ اسے امیر المؤمنین کہنے والے شخص کو حضرت عمر بن العزیز رحمہ اللہ نے بیس کوڑے مارنے کا حکم دیا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے لسان المیزان میں بھی یزید کا ذکر کیا ہے' اس کے آخر میں لکھتے ہیں:

ابن شوذب نے کہا: میں نے ابراہیم بن ابی عبد سے سنا ہے' وہ کہتے تھے: میں نے سنا کہ عمر بن عبدالعزیز' یزید بن معاویہ کو رحمہ اللہ کہتے تھے اور یحییٰ بن عبدالملک نے کہا: ہمیں نوفل بن ابی عقرب نے حدیث بیان کی کہ عمر بن عبدالعزیز کے سامنے یزید بن معاویہ کا ذکر کیا گیا تو اس نے کہا: ''امیر المؤمنین یزید'' تو اس سے عمر بن عبدالعزیز نے کہا: تو اس کو امیر المؤمنین کہتا ہے' پھر اس کو بیس کوڑے

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

مارنے کا حکم دیا۔(لسان المیزان ج٦ص ٢٩٥-٢٩٤'مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات'بیروت'١٣٩٠ھ)

میں کہتا ہوں کہ حافظ ابن حجر نے ابراہیم بن ابی عبد سے جو روایت ذکر کی کہ عمر بن عبد العزیز نے یزید کو رحمہ اللہ کہا' اس سے انہوں نے ابراہیم بن ابی عبد کی ثقاہت نہیں بیان کی' اس کے برخلاف انہوں نے نوفل بن ابی عقرب سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جس شخص نے یزید کو امیر المؤمنین کہا اس کو انہوں نے بیس کوڑے مارنے کا حکم دیا اور اس روایت کو انہوں نے ثقہ قرار دیا ہے' ثانیاً انہوں نے اس روایت کو مؤخر ذکر کیا ہے اور مؤخر کلام مقدم کے لیے ناسخ ہوتا ہے' ثالثاً یہ کہ ہم یزید کو کافر نہیں کہتے اور اس پر شخصی لعنت نہیں کرتے' اس لیے یہ روایت ہمارے مؤقف کے خلاف نہیں ہے کیونکہ جب یزید کافر نہیں ہے تو خواہ اس کو بدترین عذاب ہو' لیکن بعد میں اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ واللہ اعلم بالصواب!

یزید بن معاویہ کے متعلق علامہ زبیدی کا مفصل تبصرہ

احیاء العلوم کے شارح سید محمد بن محمد الحسینی الزبیدی متوفی ١٣٠٥ھ' احیاء العلوم کی مذکور الصدر عبارت کی شرح میں لکھتے ہیں:

علامہ ابن حجر مکی کا بھی یہی فتویٰ ہے اور یہی چیز قواعد مذہب کے مطابق ہے' اس لیے یزید پر لعنت جائز نہیں ہے' اگرچہ وہ خبیث فاسق تھا' ابن صلاح کے کلام سے بھی یہی چیز ثابت ہوتی ہے' خلاصہ یہ ہے کہ وہ اہلِ قبلہ میں سے تھا اور کافر نہیں تھا' کیونکہ جو اسباب کفر کے موجب ہوتے ہیں وہ اس سے ثابت نہیں ہوئے اور اصل اسلام ہے' حتیٰ کہ کسی یقینی دلیل سے اس کا اسلام سے خروج ثابت ہو' اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل قبلہ کو لعنت کرنے سے منع فرمایا ہے اور گناہوں اور بدکاریوں سے کوئی شخص کافر نہیں ہوتا اور یہی اہلِ سنت کا مذہب ہے' حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں یزید کا ذکر کیا ہے اور اس میں لکھا ہے کہ یزید اس کا اہل نہیں تھا کہ اس سے روایت کی جائے اور نہ اس کی کوئی معتمد روایت ہے اور میں نے اس کا ذکر صرف اس لیے کیا ہے کہ اس میں اور یزید بن معاویہ نخعی کوفی عابد میں تمیز ہو جائے' اور بعض علماء نے اس کے فسق کے علاوہ اس کا کفر بھی ثابت کیا ہے کیونکہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلِ بیت کو بہت ایذاء پہنچائی' اور واقعہ حرہ میں مدینہ کو مباح کر دیا' اور یہ بھی حکایت ہے کہ جب اس نے حضرت حسین سے بیعت طلب کی اور انہوں نے انکار کر دیا تو اس نے ان کے قتل کا حکم جاری کرنے کا ارادہ کیا اور قرآن شریف سے فال نکالی تو پہلی سطر میں یہ نکلا: ''وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ'' (ابراہیم:١٥) ''اور ہر عناد رکھنے والا متکبر ناکام ہوگیا'' تو اس نے قرآن مجید پھاڑ دیا اور یہ بھی روایت ہے کہ جب عبید اللہ نے اس کے پاس حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر بھیجا اور ساتھ ہی علی بن حسین اور ان کی دو بہنیں سکینہ اور فاطمہ بھی تھیں تو اس نے ان کو قید میں ڈالنے کا حکم دیا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے دانتوں پر چھڑی لگائی اور یہ شعر پڑھا:

نفلق ھاما من رجال اعزۃ علینا وکانوا ھم الحق واظلما

''ہم ان لوگوں کی کھوپڑیاں توڑ رہے ہیں جو (کبھی) ہم پر غالب تھے' دراصل یہی لوگ قاتل اور ظالم ہیں''۔

اور یزید سے یہ شعر بھی منقول ہے:

لیت اشیاخی ببدر شھدوا جزع الخزرج من وقع الاسل

''کاش! بدر میں مرنے والے میرے باپ دادا نیزوں سے حملہ کی وجہ سے خزرج کی چیخ و پکار کا منظر دیکھتے''۔

اس شعر میں اس نے یہ تمنا کی ہے کہ وہ کفارِ قریش جو بدر میں قتل ہو گئے تھے وہ اہلِ مدینہ کی اہانت اور ان کے قتلِ عام کو دیکھتے' یہ کفر کی مدد ہے اور کفر کی مدد بجائے خود کفر ہے' اس قسم کی بہت سی رسوا کن چیزیں یزید کی طرف منسوب ہیں۔ ابن عساکر کی تاریخ دمشق میں اس قسم کی خبریں بہت زیادہ ہیں' بعض عراقیین نے اس قسم کی روایات کی بناء پر یزید کی تکفیر کی ہے' علامہ سعد الدین تفتازانی کا بھی

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

یہی نظریہ ہے کیونکہ انہوں نے شرح عقائد میں لکھا ہے کہ البتہ ہم یزید کے بارے میں کوئی توقف نہیں کرتے۔ یزید پر اور اس کے دوستوں اور مددگاروں پر اللہ کی لعنت ہو! (آمین) علامہ تفتازانی' ائمہ شافعیہ میں سے ایک بڑے امام ہیں اور ان کے مذہب کا تقاضا لعنت نہ کرنا ہے' لیکن انہوں نے عجمی شہروں میں پرورش پائی تھی اور ان کے کانوں میں وہ روایات اور حکایات بھری ہوئی تھیں جو جھوٹ سے خالی نہیں ہیں' اسی وجہ سے صاحب بدء الامالی نے کہا ہے:

ولم یلعن یزید بعد موت سوی المکثار فی الاعزاء غالی

''یزید کی موت کے بعد اس پر صرف ان لوگوں نے لعنت کی ہے جو نفرت وعداوت کو بہت زیادہ اُبھارنے والے انتہاء پسند ہیں''۔

یزید کے بارے میں ایک وہ لوگ ہیں جو اس کو مؤمن قرار دیتے ہیں اور دوسرے وہ لوگ ہیں جو اس کو کافر قرار دیتے ہیں اور یہاں ایک تیسرا قول بھی ہے اور وہ ہے توقف' یعنی یزید کے معاملہ کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیا جائے کیونکہ دلوں کے حال اور پوشیدہ باتوں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا' پس اس کی تکفیر اور لعنت کی بحث میں بالکل نہیں پڑنا چاہیے اور اسی طریقہ میں زیادہ سلامتی ہے۔

یزید کے اسلام پر یقین کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی یقینی ہے کہ وہ فاسق' شریر اور ظالم تھا' اس مسئلہ میں توقف' علماء عاملین کی ایک جماعت کا قول ہے' انہوں نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہونا اس پر لعنت کرنے سے بہتر ہے اور یہ لایعنی چیز کے ساتھ اشتغال ہے' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''من حسن اسلام امرء ترك ما لا یعنیہ''، ''کسی شخص کے حسن اسلام کی علامت یہ ہے کہ وہ لایعنی چیزوں کو چھوڑ دے''۔ اور حافظ شرف الدین قاسم بن قطلو بغا حنفی نے بدء الامالی کی شرح میں ان تمام اقوال کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور اہل بیت رسول کے دشمنوں سے بری ہیں اور جو کسی مسلمان سے اس کے اسلام کی وجہ سے عداوت رکھتے ہوں' ان سے بری ہیں کیونکہ اس کی بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت ہے' خواہ ادنیٰ نسبت ہو اور اس کی عیادت میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ اس میں عموم ہے اور جو شخص بھی اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتا ہے یا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو ایذاء پہنچاتا ہے خواہ وہ کسی نسبت سے ایذاء پہنچاتا ہو' ہم ان سب سے بَری ہیں۔

(اتحاف السادة المتقین ج ۷ ص ۳۸۹-۳۸۸' داراحیاء العربی' بیروت' ۱۴۱۴ھ)

ہم نے شرح صحیح مسلم ج ۳ ص ۶۳۷-۶۰۲' میں یزید کے متعلق بہت تفصیل سے لکھا ہے اور اس کے بارے میں فقہاء اسلام کی آراء بیان کی ہیں اور آخر میں اپنا مؤقف لکھا ہے' جو قارئین اس موضوع کی تفصیل جاننا چاہیں' وہ شرح صحیح مسلم کا مطالعہ کریں' یہاں پر ہم نے صرف وہ اقتباس نقل کیا ہے جو امام غزالی اور علامہ ابن حجر کی عبارت کو سمجھنے اور یزید کے حامیوں کے رد کے لیے کافی ہے۔

امام بخاری کی تعلیق میں تیسرے فتنہ کا ذکر اور فتنہ ازراقیہ کا بیان

علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

علامہ داؤدی نے لکھا ہے کہ تیسرا فتنہ ازراقیہ ہے' کہا گیا ہے کہ اس پر اعتراض ہے لیکن انہوں نے اعتراض کی وجہ نہیں بیان کی۔

علامہ ابن التین نے کہا ہے کہ ہوسکتا ہے: اس سے مراد وہ فتنہ ہو جب ابوحمزہ خارجی نے مدینہ میں خروج کیا تھا' محمد بن عبدالحکم نے اسی پر وثوق کیا ہے' یہ فتنہ ۱۳۰ھ میں مروان بن الحکم کی خلافت میں ہوا تھا' یہ فتنہ حضرموت سے آیا تھا جب عبداللہ بن یحییٰ بن زید نے سات سو گھڑسواروں کے ساتھ مروان کے خلاف حملہ کیا تھا اور اس وقت حج کا موسم تھا اور اس وقت مکہ اور مدینہ اور طائف پر عبدالواحد بن سلیمان بن عبدالملک بن مروان حکمران تھا اور اس وقت اتفاق یہ تھا کہ لوگ حج کا آخری رکن ادا کر رہے تھے اور سب

لوگ میدانِ عرفات میں تھے' پھر مدینہ چلے گئے اور مکہ ابوحمزہ کے لیے خالی رہ گیا اور وہ مکہ میں بغیر کسی مزاحمت کے داخل ہو گیا' جب مروان کو اس کی خبر پہنچی تو اس نے ان کے خلاف چار ہزار کا لشکر بھیجا اور ان کے امیر عبدالملک بن محمد بن عطیہ سعدی تھے' جب ان کا مقابلہ ہوا تو ابوحمزہ اور اس کے لشکر کو قتل کر دیا گیا' اور یہ فتنہ ازراقیہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)